© rasailojaraid.com

امدادِ باہمی کی مختلف صورتیں - قرآن کریم کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ھمایوں عباس شمس

اسلام میں انسانیت سے ہمدری اور محبت کو ازحد اہمیت دی گئی ہے۔ انسانوں کی حاجات کو پورا کرنا عبادت قرار دیا گیا۔ آسمانی برکات کا نزول زمین پر انسانوں سے ہمدردی و غمگساری سے مشروط کر دیا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم نے جہاں انسانی جان کی تکریم و تعظیم کی تلقین کی وہاں انسانی جذبات کی قدر و قیمت سے بھی آگاہ کیا۔ معاشرہ کے افراد کی صلاحیتوں میں تفاوت کی بناء پر ہر فرد دوسرے کا محتاج ہے۔ کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو مفلوک الحال، مفلس، غریب الوطن اور نادار ہوتے ہیں۔ ایسے افراد کو نظر انداز کرنے کی بجائے مختلف صورتوں سے ان کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ وہی معاشرہ مثالی کہلائے گا جہاں ہر کوئی دوسرے بھائی کے لئے قربانی دینے کا جذبہ رکھتا ہو۔ ایسا ہی مثالی معاشرہ مدینہ منورہ کی ریاست میں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قائم فرمایا۔ قرآن کریم نے باہمی اعانت کی مختلف صورتوں کو بیان کیا ہے ان کا اجمالی خاکہ درج ذیل ہے۔

۱۔ زکوٰۃ، صدقات باہمی اعانت کی عملی تدبیر

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین کی تاکہ مال پاکیزہ بھی ہو اور اس میں بڑھوتی بھی ہو۔ زکوٰۃ کی یہ مقدار حب مال کو ختم کرنے کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے اس کے بعد انسان میں فطری طور پر اپنا مال قربان کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ سورہ توبہ(۱) میں زکوٰۃ کے مصارف ہشت گانہ افراد اور جماعت کی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے صرف افراد کی کفالت کا انتظام کیا بلکہ معاشرہ کے منتشر افرادی قیرالرہ بندی کا فریضہ بھی انجام دیا گویا افراد کی ذہنی و علمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان کی دولت بھی معاشرتی ارتقاء اور کفالت عامہ کے لئے صرف ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے زکوۃ کو ملت کے کھاتے پیتے افراد کی دولت میں غریبوں کا حق قرار دیا ہے۔(۲) لیکن ساتھ ہی اجر عظیم کی بشارت بھی سنائی۔(۳) اور اس فریضہ کو انجام نہ دینے والوں کو سخت وعید سنائی۔(۴)

مال میں قرض زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ ابوالحسن علی ندوی نے اس کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمل اور طرز زندگی اپنے ذوق ورجحان اپنی ترغیب ودعوت اور اپنے مخصوص اصحاب، اہل تعلق، اہل محبت واصحاب عزیمت کے سامنے اپنے نصائح وارشادات اور ہدایات وتعلیمات میں اس حد پر اکتفا نہیں کی اور اسکو ہمدردی وخیر خواہی اور ادائیگی حقوق کی سب سے اعلیٰ مثال یا آخری شکل قرار نہیں دیا، آپ نے اپنے معجزانہ نبوی اسلوب اور اس مختصر جملہ میں جس کے سامنے بڑے بڑے ادیبوں اور عالموں کی بلاغت وفصاحت ہیچ ہے اس بات کو اس طرح ادا کیا کہ ان فی الحال حقا سوی الزکوۃ۔(۵)

اسلامی معاشرہ میں زکوۃ وصدقات پر عمل کے بارہ میں اصحاب رسول کے طرز عمل کی وضاحت سلمان ندوی نے ان الفاظ میں کی ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی ہدایت کے بموجب ان دونوں قسموں کی خیراتوں پر اس شدت سے عمل کیا کہ جو استطاعت نہ بھی رکھتے تھے، وہ بازار جا کر مزدوری کرتے تھے، تاکہ جو رقم ہاتھ آئے وہ غریب ومعذور بھائیوں کی اخلاقی اعانت میں خرچ کریں اور اس معاملہ میں خود آپ نے یہاں تک اس طبقہ کی دلجوئی کی کہ فرمایا: اگر کسی کے پاس کچھ اور نہ ہو تو لطف ومہربانی سے بات ہی کرنا اس کا صدقہ ہے۔ اس سے زیادہ یہ کہ اس کی بھی ممانعت کی گئی کہ جو تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے اس کو سختی سے واپس نہ کیا کرو۔ خدا نے تعلیم دی:

﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (٦)

'' تو یتیم کو دبایا ... مانگنے ... کو جھڑ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس فریضہ میں کوتاہی کے نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس لطف، اس مدارات اور اس دلجوئی کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے حکم سے انسانیت کے قابل رحم طبقہ کی چارہ نوازی فرمائی اور ہم کو باہمی انسانی محبت اور ایک دوسرے کی مدد کا سبق پڑھایا اگر یہ حکم صرف اخلاقی حیثیت سے یا صرف مبہم طریقہ سے ہوتا یا سب کو سب کچھ دے ڈالنے کا عام حکم دے دیا جاتا تو کبھی اس پر اس خوبی، اس نظام اور اس پابندی کیساتھ عمل نہ ہو سکتا اور آج بھی مسلمانوں کے سامنے یہ راہ کھلی ہوئی ہے اور کچھ نہ کچھ ہر جگہ اس پر عمل ہے ہی، یہی سبب ہے کہ مسلمانوں میں اگر امیر کم ہیں تو ویسے غریب محتاج بھی کم ہیں جیسے دوسری قوموں میں نظر آتے ہیں تاہم افسوس ہے کہ ایک مدت سے مسلمانوں کا یہ نظام سخت ابتری کی حالت میں ہے اور اسکی تنظیم کی طرف سے غفلت برتی جارہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا ہر قسم کا جماعتی کام منتشر و پراگندہ ہے۔'' (۷)

۲۔ قرض حسن

انفاق فی سبیل اللہ کے ایک پہلو کے لئے قرآن کریم نے قرض حسن کی حسین اصطلاح استعمال کی ہے:

﴿مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ﴾ (۸)

کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو بطور قرض حسن دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس کے مال کو اس کے لئے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا۔

یعنی اللہ کی راہ میں جو مال تم خرچ کرو گے اس کی حیثیت قرض کی ہوگی جسے قرض دیا جاتا ہے اس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اس کو واپس ادا کرے۔ (۹)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ قرضہ حسنہ ۲۔ قرضہ سیئہ

© rasailojaraid.com

اول الذکر کی اخلاقی قدر و قیمت ہوتی ہے جبکہ ثانی الذکر ایسی کوئی خصوصیت نہیں رکھتا اس

© rasailojaraid.com

وجہ سے قرآن کریم کی اس آیت کے ضمن میں مفسرین نے قرض حسن کی دس شرائط بیان کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مال کے بہترین حصہ میں سے دیا جائے۔(۱۰)

۲۔ ایسے اموال میں سے ہو جس کی انسان کو ضرورت ہو۔(۱۱)

۳۔ شدید ضرورت منداور محتاج افراد کو دیا جائے۔(۱۲)

۴۔ پوشیدہ ہو تو بہتر ہے۔(۱۳)

۵۔ احسان جتلایا جائے اور نہ تکلیف پہنچائی جائے۔(۱۴)

۶۔ اخلاص اور حسن نیت سے دیا جائے۔(۱۵)

۷۔ جو کچھ دیا جائے اسے کم سمجھا جائے خواہ بہت ہو۔(۱۶)

۸۔ ایسے مال سے دیا جائے جو محبوب ہو۔(۱۷)

۹۔ اپنے آپ کو مال کا مالک نہ سمجھا جائے بلکہ عمل تقسیم میں خالق اور محتاج کے درمیان واسطہ سمجھے۔(۱۸)

۱۰۔ مال حلال ہو۔(۱۹،۲۰)

۳۔ کفارات میں انسانی خدمت کا پہلو

قرآن کریم نے انسانوں سے ہمدردی واعانت کو اس قدر بلند مرتبہ عطا کیا ہے کہ خالصۃً عبادات الٰہی میں کسی کمی یا کوتاہی اور کسی جرم کی سزا کے ازالہ کیلئے جو حکم ارشاد فرمایا اس میں ایک انسانوں کی ضرورتوں کی تکمیل کو بھی رکھا۔ کفارہ مایغطی الاثم (۲۱) یعنی جو چیز گناہ کو دور کردے، کو کہتے ہیں گویا خدمت خلق گناہ کو مٹانے اور درجات کی بلندی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کسی کار خیر کو گناہ کا کفارہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نیکی اس گناہ پر چھا جاتی ہے اور اسے ڈھانک لیتی ہے جیسے کسی دیوار پر داغ لگ گیا ہو اور اس پر سفیدی پھیر کر داغ کا اثر مٹا دیا جائے۔(۲۲)

© rasailojaraid.com

جرمانہ اور کفارہ میں فرق کی وضاحت اور انسانی فکر پر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے مولانا

© rasailojaraid.com

مودودی لکھتے ہیں: ''یعنی یہ جرمانہ نہیں بلکہ ''توبہ'' اور ''کفارہ'' ہے۔ جرمانہ میں ندامت وشرمساری اوراصلاح نفس کی کوئی روح نہیں ہوتی بلکہ عموماً سخت ناگواری کے ساتھ مجبوراً دیا جاتا ہے اور بیزاری وتلخی اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے برعکس اس کے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جس بندے سے خطا ہوئی ہے وہ عبادت اور کارخیر اور ادائے حقوق کے ذریعہ سے اس کا اثر اپنی روح پر سے دھودے اور شرمساری وندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرے، تاکہ نہ صرف گناہ معاف ہو بلکہ آئندہ کے لئے اس کانفس ایسی غلطیوں کے اعادہ سے بھی محفوظ رہے۔'' (۲۳) کفارات کے ذریعہ مخلوق خدا کی رفاہیت کو ذیل کی مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔

(i) کفارہ ظہار

اگرکوئی اپنی بیوی کوکہہ دے انت علی کظھر امی کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پشت، اس قول سے اہل عرب میں نکاح ٹوٹ جاتا لیکن اسلام نے بندوں کی حالت پر رحم کرتے ہوئے اس گناہ کے کفارہ کی مختلف صورتیں رکھیں:

(ا) غلام کی آزادی

(ب) مسلسل دوماہ کے روزے

(ج) ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾

جو (روزے رکھنے پر بھی قادر نہ ہو) تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ (۲۴)

(ii) کفارہ یمین

وہ قسمیں جو نیت وارادہ سے اٹھائی گئی ہوں اور پھر انہیں پورا نہ کیا جائے تو اس قسم کو توڑنے پر بازپرس ہوگی اور کفارہ دینا پڑے گا۔ اس کفارہ کی یہ صورتیں ہیں

(۱) ﴿اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ......﴾

دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے

© rasailojaraid.com

(۲) ﴿اَوْ كِسْوَتُهُمْ﴾

© rasailojaraid.com

یا ان کو لباس پہنایا جائے

(۳) ﴿اَوۡ تَحۡرِیۡرُ رَقَبَةٍ﴾

یا غلام آزاد کیا جائے۔

(۴) ﴿فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ﴾

یا تین روزے (۲۵)

(iii) حالت احرام میں شکار کا کفارہ

احرام کی حالت میں شکار کرنے کا جو کفارہ شریعت نے مقرر کیا ہے اسکی ایک صورت یہ بتائی گئی: ﴿اَوۡ کَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰکِیۡنَ﴾ یا اس جرم کا کفارہ یہ ہے کہ وہ چند مساکین کو کھانا کھلائے۔ (۲۶)

(iv) قتل کا کفارہ اور عصر حاضر میں اسکا متبادل

قتل خطا کا کفارہ ''غلام کی آزادی'' (۲۷) بھی ہے۔ عصر حاضر میں غلامی کا رواج ختم ہو چکا ہے تو اس صورت حال میں کیا کیا جائے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے جو متبادل تجویز دی ہے وہ بھی خدمت خلق کے حوالہ سے اہم ہے وہ لکھتے ہیں: ''اس زمانے میں وہ شخص کیا کرے جو غلام آزاد کرنے کی مقدرت تو رکھتا ہے لیکن غلام میسر نہیں ہیں اور شریعت نے اس کا کوئی بدل بھی معین نہیں فرمایا ہے۔ ہمارے نزدیک اس زمانے میں اس کا بدل صدقہ ہے جو غلام کی قیمت کے تناسب سے ہو اور اگر یہ صدقہ غریب و نادار مسلمانوں کے قرضوں کی ادائیگی اور ان کے رہن شدہ مکانوں اور سامانوں کے چھڑانے پر صرف کیا جائے تو انشاء اللہ یہ طریقہ شریعت کے خلاف نہ ہوگا۔ (۲۸)

۴۔ ادھار چیز دینا/ وقتی یا ہنگامی معاونت و امداد

قرآن کریم نے سماجی بہبود کا جو تصور پیش کیا ہے اس میں انسانوں کے روز مرہ استعمال کی چیزوں کو بوقت ضرورت کسی کو دینا بھی شامل ہے اور ایسا فریضہ انجام نہ دینے والوں کو سخت دھمکی دی ہے۔

﴿...اَلَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ اَلَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ وَیَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ﴾ (۲۹)

© rasailojaraid.com

پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کیلئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریا کاری

© rasailojaraid.com

کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔

"ماعون" (common necessaries) ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ مفسرین (۳۰) کے نزدیک نے زکوٰۃ سے لے کر چھلنی، ڈول، سوئی، کلہاڑی، ہنڈیا، نمک، دیا سلائی تک کی عام اشیائے ضرورت اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح ماعون کی تعریف میں یہ بھی آتا ہے کہ کسی کے ہاں مہمان آجائیں اور وہ ہمسائے سے چارپائی یا بستر مانگ لے یا کوئی اپنے ہمسائے کے تنور میں اپنی روٹی پکا لینے کی اجازت مانگے یا کچھ دنوں کیلئے باہر جارہا ہو اور حفاظت کے لئے اپنا کوئی قیمتی سامان دوسروں کے ہاں رکھوانا چاہے۔ پس آیت کا مقصود یہ بتانا ہے کہ آخرت کا انکار آدمی کو اتنا تنگ دل بنا دیتا ہے کہ وہ دوسروں کیلئے کوئی معمولی ایثار کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا۔ (۳۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو نماز عید میں شرکت کا فرمایا تو ایک خاتون نے عرض کی: ان لم یکن لھا جلباب. کہ اگر کسی خاتون کے پاس پردہ کیلئے چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: فلتعرھا اختھا من جلبابھا. یعنی اس صورت میں وہ اپنی کسی مسلمان بہن سے چادر ادھار لے لے۔ (۳۲)

اسی طرح ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کے پاس فالتو زمین ہو وہ اسے ہبہ کردے یا اُو لیعرھا اسے عاریۃً دے دے۔ (۳۳)

محمد اسد نے اس اصطلاح سے مراد کو کسی بھی مشکل و پریشانی میں مدد اور معاونت قرار دیا ہے۔

In its wider sence it denotes "aid" or "assistance" in any difficulty.(34)

ابن العربی الماعون کے لغوی مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں: ھو الامداد بالقوۃ والآلات و الاسباب المیسرۃ للامر . یعنی الماعون کسی کام کیلئے قوت، آلات اور میسر اسباب سے امداد ہے۔ (۳۵)

عاریۃً چیز دینے کی اہمیت حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے فقہی زبان میں یوں بیان کی ہے: "امت کا اس پر اجماع ہے کہ عاریت نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن اور مستحب بھی ہے اس لئے کہ اس میں مجبور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی حاجت روائی اور نادار کی اعانت وامداد ہے۔'' (۳۶)

۵۔ تعاون علی البر

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں امداد باہمی اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے کی تلقین کی گئی ہے اور اسے فوز وفلاح کا مدار جانا ہے۔ اس اصول کے مطابق مسلم برادری کے تمام افراد خفیف سی قربانی دے کر برادری کے دوسرے افراد کی ضرورتوں کی کفالت کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ﴾ (۳۷)

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو، گناہ اور سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اس آیت میں مسلم وغیر مسلم سے باہمی تعاون وتناصر کا سنہری اصول بتایا ہے۔ ''البر'': أی التوسع في فعل الخير'' (۳۸) یعنی خیر کے کاموں کی کثرت اور التقویٰ: اجتناب کل مافیه ضرر لامر الدین. (۳۹) یعنی ہر اس کام سے اجتناب کرنا جو دین کے لئے ضرر رساں ہو۔ امام زمخشری لکھتے ہیں:

''ویجوز أن یراد العموم لکل بر وتقویٰ و کل اثم وعدوان'' (۴۰)

ان دو اصولوں پر ہر مسلم اور غیر مسلم سے تعاون ہوگا لیکن ''الاثم'' هو الحکم اللاحق عن الجرائم. (۴۱) اور ''العدوان'' هو ظلم الناس. (۴۲) میں تعاون نہیں ہوگا۔ امام ماوردی نے تعاون وتناصر کی صورت اس طرح تحریر کی ہے ''في التقویٰ رضا الله تعالیٰ وفي البر رضا الناس، ومن جمع بین رضا الله تعالیٰ ورضا الناس فقد تمت سعادته. '' (۴۳) یعنی تقویٰ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور البر میں عامۃ الناس کی رضا ہے جس نے ان دونوں کو جمع کرلیا اس نے اپنی سعادت وخوش بختی کو مکمل کرلیا۔

احمد مصطفیٰ المراغی تعاون کی اس کیفیت کو اجتماعیت کے (یعنی معاشرہ کے تکافل وارتقاء کے) بنیادی عناصر قرار دیا ہے۔ (۴۴)

© rasailojaraid.com

البتہ اس تعاون کی کیفیات اور درجات معاشرہ کے مختلف افراد کے لئے مختلف ہیں۔ ابن

© rasailojaraid.com

خویز منداد نے اسی لئے کہا کہ عالم کیلئے لازم ہے کہ وہ علم کے ذریعے لوگوں کی مدد کرے، غنی اپنے مال کے ذریعہ لوگوں سے تعاون کرے، بہادر اپنی شجاعت کے ذریعے اللہ کے رستہ میں جہاد کرے (تا کہ امن وامان قائم رہے) اسی طرح معاشرہ کے مختلف افراد ایک دوسرے سے تعاون کریں تا کہ قوت واحدہ کا مظاہرہ ہو سکے۔ (۴۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعری قبیلہ کے لئے فھم منی وانا منھم (کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں) کے الفاظ سے اظہار محبت فرمایا اس کی وجہ ان کے ہاں امداد باہمی کا عملی مظاہرہ ہی تھا۔ ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو اوقل طعام عیالھم بالمدینه جمعوا ما کان عندھم فی ثوب واحد ثم اقتسموہ بینھم فی اناء واحد بالسویه" (۴۶)

اشعری جب جہاد میں نادار ہوں یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا کھانا کم ہو تو ان کے پاس جو کچھ بچا ہو اس کو ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر ایک ہی برتن سے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

اشعریوں کی طرح آج بھی اگر امت محمدیہ مجموعی طور پر اپنے وسائل کا صحیح استعمال کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظر محبت کی مستحق ہو سکتی ہے۔ اور از سر نو قیادتِ عالم کے لئے اپنے آپ کو تیار بھی کر سکتی ہے۔

۶۔ شفاعت حسنہ

کسی مشکل میں مسلمان بھائی کی مدد کرنا، اس کے حقوق کی بازیابی کے لئے کوشش کرنا اور اس کو نفع پہنچانا قرآن کے مطلوب انسان کے اوصاف میں سے ہے۔ قرآن کریم نے اس کے لئے شفاعت حسنہ کی تعبیر اختیار کی ہے۔

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾ (۴۷)

جو شخص کسی نیک کام کی تحریک کرے اس کو اس میں سے اس کا حصہ ملے گا اور جو برے کام کے لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابھارے گا تو اس میں سے بھی اسے حصہ ملے گا۔

یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اعمال صالحہ میں سب معاشرہ شریک ہے ہر ایک پر اپنی حیثیت کے مطابق ایک ذمہ داری اور فریضہ ہے جب لوگ اپنے اس اجتماعی فریضہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں تو معاشرتی ادارے کمزور اور معاشرہ کے افراد میں باہم محبت کے جذبات سرد ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شفاعت حسنہ کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی: ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کوئی ضرورت پوری کرنے کو کہا جاتا تو آپ فرماتے: اشفعوا فلتوجروا ویقضی اللّٰہ علی لسان نبیہ ماشاء ۔ سفارش کرو تم کو اجر ملے گا اور اپنے نبی کی زبان سے تو اللہ وہی فیصلہ کردے گا جو وہ چاہے گا۔ (۴۸)

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: اس حدیث میں جہاں سفارش کا موجب ثواب ہونا بیان فرمایا ہے وہیں یہ بھی بتلایا کہ سفارش کی حد یہی ہے کہ کمزور آدمی جو خود اپنی بات کسی بڑے تک پہنچانے اور اپنی حاجت صحیح طور پر بیان کرنے پر قادر نہ ہو تم اسکی بات وہاں تک پہنچا دو آگے وہ سفارش مانی جائے یا نہ مانی جائے اور اس شخص کا مطلوبہ کام پورا ہو یا نہ ہو۔ (۴۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر کے قرض کے سلسلہ میں ایک یہودی سے سفارش کی۔ (۵۰)

قرآن کریم کی ان تعلیمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم معاشرہ ایک Unit کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح جسد واحد کے مختلف اعضاء ایک دوسرے کے لئے اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں اور اسی سے جسم کی بقا ہے اسی طرح اسلامی معاشرہ ہے کہ افراد ایک دوسرے کی اعانت وکفالت کا اہتمام وانتظام کرتے ہیں تو گویا وہ اپنی ہی ضروریات کی تکمیل کررہے ہیں ورنہ معاشرہ انتشار وپراگندگی کا شکار ہو جائے گا۔ آج ہمارے معاشرہ کا المیہ یہ ہے کہ یہاں ہر چیز ''میری'' ہے۔ ''میں ہی'' ہر چیز کا بلا شرکت غیر مالک ہوں اس کے نتیجہ میں ایثار وقربانی کا جذبہ مفقود ہو گیا، خون سفید ہو گئے، باہمی محبتیں نفرتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ قرآن کا عطا فرمودہ باہمی تعاون وتناصر کا نظام اگر آج بھی عملاً نافذ کر دیا جائے تو عہد نبوی کی طرز پر دوسروں [illegible] معاشرہ قائم ہو سکتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات

۱۔ التوبہ/۶۰

۲۔ المعارج/۲۴-۲۵

۳۔ البقرہ/۲۶۱-۲۶۲

۴۔ التوبہ/۳۴-۳۵

۵۔ علی میاں، ابوالحسن علی ندوی، ارکان اربعہ، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص:۲۱۳

۶۔ ضحٰی/۹-۱۰

۷۔ سلمان ندوی، سیرت النبی، دارالمصنفین، اعظم گڑھ جلد:۵، ص:۱۸۴-۱۸۵

۸۔ الحدید:۱۱

۹۔ محمد کرم شاہ، پیر (م:۱۹۹۸) ضیاء القرآن، ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، ۱۳۹۹، جلد ۵، ص:۱۱۵

۱۰۔ البقرہ/۲۶۷

۱۱۔ الحشر/۹

۱۲۔ البقرہ/۲۷۳

۱۳۔ البقرہ/۲۷۱

۱۴۔ البقرہ/۲۶۴

۱۵۔ البقرہ:۲۶۵

۱۶۔ المدثر/۶

۱۷۔ آل عمران:۹۲

۱۸۔ الحدید/۷

۱۹۔ المائدہ:۲۷

۲۰۔ i۔ طبرسی، ابوعلی فضل بن حسن (م:۵۴۸)، مجمع البیان
انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۰۶، ص:۶، ص:۱۴۶

ii۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد (م:۶۶۸) الجامع لاحکام القران
داراحیاء التراث العربی، بیروت، جلد ۱۸، ص:۴۶۶-۴۶۷

iii۔ رازی، فخرالدین محمد بن ضیاء الدین (م:۶۰۶)، مفاتیح الغیب
داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵، جز ۲۹، ص:۱۹۳

iv۔ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ترجمہ سید صفدر حسین نجفی،
مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۱۴۱۷ھ، جلد ۱۳، ص:[illegible]

© rasailojaraid.com

۲۱۔ الفیروز آبادی، مجدالدین محمد بن یعقوب (م:۸۱۷ھ)، بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب

© rasailojaraid.com

العزیز، المکتبہ العلمیہ بیروت جلد:۴ ص:۳۸۳-۳۸۴

۲۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، (م:۱۳۹۹ھ) تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن ۲۰۰۲ء جلد اول
ص:۳۸۳-۳۸۴

۲۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، (م:۱۳۹۹ھ) تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن ۲۰۰۲ء جلد اول
ص:۳۸۳-۳۸۴

۲۴۔ المجادلۃ ۴ ۲۵۔ سورۃ المائدہ/ ۸۹

۲۶۔ المائدہ/ ۹۵ ۲۷۔ النساء/ ۹۲

۲۸۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قران، فاران فاؤنڈیشن لاہور، جلد۲، ص:۱۳۳-۱۳۴

۲۹۔ الماعون/ ۵-۷

۳۰۔ امام قرطبی نے مختلف بارہ اقوال نقل کئے ہیں ملاحظہ فرمایئے: الجامع لاحکام القرآن، احیاء التراث العربی
جزء۲۵، جلد:۲۱۳-۲۱۵

۳۱۔ تفہیم القرآن جلد ۶ ص:۴۸۶

۳۲۔ سنن الترمذی، باب فی خروج النسآء فی العیدین

۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب کرآء الارض

۳۴۔ Asad, Muhammad, The Message of the Quran, Dar-al Andalus, Gibraltar, 1980, P:979

۳۵۔ ابن العربی، احکام القرآن، تحقیق عبدالرزاق المھدی، دار الکتاب العربی بیروت
جلد۴ ص:۲۴۳/ الجامع لاحکام القرآن جزء۲۵ ص:۲۱۵

۳۶۔ سیوہاروی، حفظ الرحمان، اسلام کا اقتصادی نظام، یونیک پبلشرز لاہور، ص:۳۶۸

۳۷۔ المائدہ/ ۲ ۳۸۔ بصائر ذوی التمیز جلد۲ ص:۲۱۳

۳۹۔ بصائر ذوی التمیز جلد۲ ص:۳۰۰ ۴۰۔ الکشاف جلد اول ص:۵۹۱

۴۱۔ الجامع لاحکام القرآن جزء:۲ ص:۴۷ ۴۲۔ الجامع لاحکام القرآن جزء:۲ ص:۴۷

۴۳۔ الجامع لاحکام القرآن جزء:۲ ص:۴۷

۴۴۔ المراغی، احمد مصطفیٰ، تفسیر المراغی، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۸ء جلد۲، ص:۳۷

۴۵۔ الجامع لاحکام القرآن جزء۶، ص:۴۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل الاشعریین رضی اللہ عنہم)

۴۷۔ النساء/۸۵

۴۸۔ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریص علی الصدقۃ والشفاعۃ فیہا

۴۹۔ محمد شفیع، مفتی (م:۱۳۹۶) معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ، جلد دوم، ص:۴۹۹

۵۰۔ صحیح بخاری، کتاب الاستقراض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم
گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم
عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم
عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام
سب مسافر ہیں بظاہر، نظر آتے ہیں مقیم
ہے گراں سیرِ غمِ راحلہ و زاد سے تو
کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم
مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

(اقبال، بالِ جبریل)

© rasailojaraid.com